غلام احمد قادیانی

الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ
الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل

اخبار ہفت روزہ

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر
قاضی محمد ...

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی للعہ
سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۹	مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۰ رجب ۱۳۴۵ھ	جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا خطبہ جمعہ سوائے شدہ عائد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پر بعض اعتراضات کے جواب میں تھا ۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے چند روز سے رات کو حرارت ہو جاتی ہے ۔

اس ہفتہ حضور نے مجلس شوریٰ طلب فرمائی اور سلسلہ کے مالی معاملات کے متعلق غور کیا ۔

میاں عبد السلام صاحب ابن حضرت خلیفہ اولؓ کے نومولود فرزند نرینہ کا نام بروز عقیقہ عبد الوسیع رکھا گیا ۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سالانہ معائنہ کے متعلق ... انسپکٹر صاحب نے بہت اچھی رائے ظاہر فرمائی ہے ۔

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی تعیناتی سونی پت ہوئی ہے جہاں آپ تشریف لے گئے ہیں آپکا ایک مختصر پختہ دو منزلہ مکان بحکم شرٹی ... ہے

حکیم محمد عمر صاحب کی شاندار بلڈنگ قریب الاختتام ہے جسمیں ... زنانہ مکان ... یہ سارا دو ایک ... عمارت نفیس اور عالی قدر ... کی ہے خدا تعالیٰ حکیم صاحب کو اولاد نرینہ عطا فرمائے

نظم

قادیان دارالامان

(از جناب اعجاز احمد خان صاحب حیدرآباد دکن)

آج مطرب چھیڑ دے پھر قادیاں کا سوز و ساز
تیرے نغمے ہیں نہاں ہیں شورش روح نجات

کوئی نظارہ نہیں چشم تمنا کیلئے
آہ نظروں سے نہاں ہیں وہ بنیع رودحیات

تیری آغوش حمالی میں پلی مسلم کی روح
آج پھر زندہ ہوئی اسلام کی مردہ حیات

تجھسے کامل بنکے نکلینگے جہاں میں کاملیں
تجھ سے پیری جان فدا اور چشمہ اخلاقیات

اے مبارک سرزمین اسلام کی زندہ چشم!
جوہر ذاتی ہمارے واسطے ہے تیری ذات

آہ ایام گذشتہ آہ اے جنت نشان!
تجھ سے کیا چھوٹے کہ گویا ہوگئی اپنی وفات

زندہ دل تھے جب تلک تجھ میں گذاری زندگی
اب کہاں وہ ولولے وہ جوش وہ کیفیات

تجھ میں مضمر ہے وہ اسلامی اخوت جوش و درد
جن پہ نازاں تھے کبھی اسلامیوں کے واقعات

تو نہیں گو سب میں لیکن لطف روحانی کہاں
تیری ہم پلہ نہیں سارے جہاں کی کائنات

اے فضائے قادیاں! اے باعث تسکین قلب
تجھ ہی میں ہے بھیجے مجھے میرا خدا بعد الممات

تیری مدحت کی سزاواری مجھے کیسے ملے
میں کہاں اور تو کہاں تیری کہاں اعلیٰ صفات

تجھ میں ایسی ہستیاں آ قادیاں آباد ہیں
جن سے قائم ہے زمانے میں یہ سب وہ حیات

باخبر ارض مقدس! یا حفیظ المدد
از سر نو پیدا کرنا ہے جلال ماضیات

شاہد ابن آگے لکھنے کو قلم کس واسطے
شاخ طوبےٰ ہو تو ہو یا ہو کوئی شاخ نبات

"چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور تم کہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا ارشاد

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت اقدس کی مندرجہ ذیل تحریر اپنے اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔ خاکسار فخر الدین۔ کتاب گھر۔ قادیان

برادران! السلام علیکم۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی جنھوں نے بہت سا مفید لٹریچر شائع کر کے اپنے رنگ میں سلسلہ کی قلمی خدمت کی ہے۔ ان دنوں قرضہ سے بہت پریشان ہیں۔ میں نے ان کے قرضہ کی فہرست دیکھی ہے۔ ان کی حیثیت کے آدمی کے لئے اسقدر پریشانی کا موجب ہو سکتا ہے کہ ان کی زندگی تلخ ہو جائے۔ اس قرضہ کے مقابلہ میں انہوں نے ڈیڑھ ہزار روپیہ کے قریب دوستوں سے بھی وصول کرنا ہے۔ جنھوں نے ان سے کتب خرید کی ہیں۔ لیکن قیمت ابھی تک نہیں دی۔ میں نے وہ لسٹ بھی دیکھی ہے۔ اور مجھے تعجب ہوا۔ کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو ادنیٰ توجہ سے ان کا مطالبہ پورا کر سکتے ہیں۔

چونکہ ان کی حالت بہت پریشان ہے۔ میں یہ چند سطور بطور سفارش لکھتا ہوں کہ:۔

(۱) وہ احباب جنھوں نے ان کا روپیہ دینا ہے۔ تکلیف اٹھا کر بھی بہت جلد ان کا قرضہ ادا کریں تاکہ ان کی یہ پریشانی دور ہو۔ اور ان احباب کے لئے بھی یہ عمل موجب ثواب ہوگا۔ کیونکہ گو انہوں نے میاں فخر الدین صاحب کا روپیہ بہر حال دینا ہے۔ لیکن میری تحریک پر اس کے ادا کرنے میں وہ نہ صرف اپنا حق ادا کرینگے۔ بلکہ ثواب کے بھی مستحق ہونگے۔

(۲) دوسری سفارش میں یہ کرتا ہوں۔ کہ جو دوست صاحب توفیق ہوں۔ وہ ان کتب[1] میں سے جو انہوں نے چھپوائی ہیں۔ خرید کر ان کی مشکل کو حل کریں۔ خصوصاً کتاب اسوۂ حسنہ جو میر محمد اسحٰق صاحب کی تصنیف ہے۔ اور لطیف تصنیف ہے۔ خرید کر احباب ان کی مدد کریں۔ تو اس میں دونوں کا فائدہ ہوگا۔ ایک لطیف کتاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے متعلق بھی ان کو مل جائیگی۔ اور ایک دوست کا کام بھی ہو جائیگا۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

متفرقات

خطبہ جمعہ میں شرائط مباہلہ اس الفضل میں جو مباہلہ کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق اتنی تصحیح کر لی جائے کہ اس میں جہاں صفحہ ۹ کالم ۳ پر مباہلہ ہوا ہے۔ لکھا ہے یا کسی اور جگہ پر ایسا مفہوم پایا جائے۔ وہاں مباہلہ تجویز ہوا ہے۔ پڑھا اور سمجھا جائے۔ کیونکہ جو خط ہماری نظر سے گذرا ہے۔ اس میں صرف مباہلہ کا تجویز ہونا پایا جاتا ہے۔ نہ کہ مباہلہ ہو جانا۔

سوامی شردھانند کا قتل شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ایڈیٹر رسالہ کائنات پانی پت نے ایک رسالہ مندرجہ عنوان نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا مفصل و مدلل ذکر ہے۔ رسالہ کی قیمت ڈیڑھ آنہ ہے۔ ضرورت ہے کہ یہ رسالہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں میں بکثرت شائع کیا جائے۔ ہمارے دوست جناب شیخ صاحب مولف رسالہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اکٹھے منگوانے والوں سے وہ رعایت بھی کر دینگے۔

فیصلہ مکہ آگیا جلسہ پر اکثر احباب نے مجھ سے الفضل نمبر ۴۷ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء کے مضمون کی بنا پر رسالہ فیصلہ مکہ طلب کیا۔ جس میں مکہ معظمہ و نجد کے علماء کا فتویٰ کفر وغیرہ درج ہے۔ اس وقت وہ رسالہ موجود نہ تھا۔ اب ہمارے پاس اس رسالہ کی چند جلدیں پہنچ گئی ہیں۔ اس لئے جو چاہیں۔ ساڑھے چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگوا لیں۔ بڑے کام کی چیز ہے۔ تھوڑی تعداد ہے۔ بعد میں شکایت نہ ہو۔

اعلان نکاح میرے لڑکے محمد کرامت اللہ کے نکاح کا امۃ بیگم بنت ملک مولا بخش صاحب کلرک آف دی کورٹ سشن جج حصار سے بروز جمعہ مورخہ ۲۴ دسمبر بعد از نماز عصر حضور نے اعلان فرمایا۔ مبلغ پانچ روپے ارسال خدمت ہیں۔ تین روپے کسی غیر احمدی کے نام جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔ خدا تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے۔ اکبر علی انسپکٹر آف ورکس ریلوے ڈہری سندھ

صحیح پتہ ڈاکٹر چودھری شاہ نواز صاحب اسسٹنٹ سرجن آجکل سیالکوٹ محلہ پٹھاناں میں ہیں۔ جو صاحب خط و کتابت چاہیں۔ اس ایڈریس پر کریں۔

میں نسخہ تجویز کردونگا ۸ جنوری کے الفضل میں سید صمصام الدین اور غلام محمد صاحب کو حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید شاہدرہ (لاہور) اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مجھے مفصل حالات لکھیں۔ تو میں اپنے علم کے مطابق نہایت مجرب علاج عرض کر دونگا (جزاہ اللہ)

درخواست دعا عاجز کی والدہ صاحبہ ایک ماہ سے بیمار ہیں (۲) عاجز کے چچا میاں محمد بخش صاحب جنگی بیل کے کاٹنے کے سبب ۱½ ماہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ فضل الدین ترو انہ

(۲) خاکسار کا بڑا لڑکا سخت بیمار ہے دعائے صحت کی جائے۔ محمد حسین احمدی برنالہ

(۳) میں نے اپیل ہائیکورٹ لاہور میں دائر کیا ہوا ہے اور فریق مخالف نے بھی میرے خلاف اپیل کیا ہوا ہے۔ تاریخ پیشی ۲۴ جنوری ۱۹۲۷ء پختہ مقرر ہے۔ کامیابی کیواسطے دعا فرمائیں (فیروز خان از داہوں)

(۴) بابو محمد عالم صاحب سماٹرا بذریعہ تار حضرت امام کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ انکی اہلیہ سخت بیمار ہے حضور نے فرمایا کہ اخبار میں دعا کے لئے احباب کو تحریک کی جائے۔

دعائے مغفرت میرے بھائی حکیم شیر محمد صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ غلام احمد سرکل سکرٹری [illegible] از داں کوٹ (۲) نور الٰہی صاحب بعارضہ نمونیا فوت ہوگئے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ سکرٹری جماعت احمدیہ بن باجوہ (۳) میرا عزیز پوتا ضیاء الدین فوت ہوگیا ہے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا کرے۔ عبد اللہ۔ جنڈو ساہی (۴) میری اہلیہ فوت ہوگئی ہیں احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ عبد الرحمٰن از [illegible]

[1] تفصیل کتب اسی اخبار کے آخری صفحہ پر درج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء

مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ حسن نظامی

(نوشتہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر)

خواجہ حسن نظامی صاحب نے غریبوں کے اخبار میں مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد کے خلاف جس رنگ اور جس طریق سے خامہ فرسائی کی ہے۔ اس سے ان کی حقیقت اور اصلیت ظاہر ہوگئی۔ بالکل غلط اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے کے علاوہ انہوں نے جوش انتقام میں وہ وہ باتیں کیں جنہیں وہ خود بھی درست نہ سمجھتے ہونگے۔ اور جن کی تردید ان کی اپنی ہی پہلی تحریریں کر رہی ہیں۔ خواجہ صاحب کو یہ روش اختیار کرتے وقت اتنا تو خیال ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کا بہت بڑا اور کامیاب مبلغ قرار دیتے ہیں۔ کیا ایک مبلغ کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ اسے اپنے کسی قول کا پاس ہی نہ ہو۔ اور وہ ذاتی تنازعہ کی وجہ سے الزام تراشنے شروع کر دے۔

ذیل میں خواجہ صاحب کے افسوسناک طرز عمل کے متعلق ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

خواجہ صاحب نے اپنے ایک مضمون میں مولوی محمد علی صاحب کی لیاقت اور قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان میں اتنی بھی قابلیت نہیں۔ کہ کسی دفتر میں پندرہ روپیہ کی کلرکی حاصل کر سکیں۔ اور وہ اردو لکھنا جانتے ہی نہیں۔

اسی طرح خواجہ صاحب نے ان کی مذہبی حالت کے متعلق یہ بیان دیا کہ تھوڑے عرصہ سے انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور مسلمانوں کے دکھاوے کے لئے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آجاتے ہیں باقی نمازیں نہیں پڑھتے۔

اس کے مقابلہ میں خواجہ صاحب نے ۱۹۱۵ء میں مولوی محمد علی صاحب کے متعلق اپنے ایک مضمون میں جو رائے ظاہر کی تھی۔ اور جو ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء کے اخبار "خطیب" میں شائع ہو چکی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:۔

"اکبر کا ہندی سپہ سالار بیرم خان گو مغلیہ سلطنت کا دوبارہ زندگی بخشنے والا تھا۔ جس نے اکبر سے خان بابا کا لقب پایا تھا۔ مگر اس کی خود رائی اسکی ذات کے لئے مہلک ثابت ہوئی یہی حال خان بابا مسٹر محمد علی کا ہے۔ وہ ہم مسلمانوں میں ایک ایسے بے نظیر شخص ہیں جن کی تحریری لیاقت تاریخوں میں مدتوں زندہ رہے گی۔ اور جن کی مسلسل خدمتیں اسلامی نسل کی دلیل راہ ثابت ہونگی وہ سچ مچ اس قوم کے بیرم خاں خانخاناں ہیں۔ مگر انکی ضد بعض مواقع پر اور ناعاقبت اندیشی ڈراتی ہے۔ کہ اب وہ اپنی ذات کو تاریخ کے تین سو سال گذشتہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ کامریڈ اور ہمدرد ان کی قابلیت کے بہت اچھے نمونہ ہیں۔ لیکن ان کی شخصیت ان کارناموں سے کہیں زیادہ ہمارے دلوں میں ان کی جانب توقعات پیدا کرتی ہے۔ اندیشہ اگر ہے۔ تو صرف اس بات کا۔ کہ وہ دوامی طور پر کسی کو خوش نہیں رکھ سکتے۔ مجھے ایسے بہت سے آدمیوں کا علم ہے جن کے ساتھ خان بابا نے حاتم کا سا سلوک کیا۔ مگر انجام کار وہی ان کے حریف بن گئے۔ اس میں خان بابا کا کچھ قصور نہیں ہے۔ آج کل لوگ ہی احسان فراموش ہو گئے ہیں"۔

کیا ان آخری سطور کے مصداق آج کل خود خواجہ صاحب نہیں بنے ہوئے۔

خواجہ صاحب پھر لکھتے ہیں۔

"خان بابا تحریر کے بادشاہ ہیں"

"شوکت علی و محمد علی دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ واقعی طور سے نماز کے پابند ہیں۔ ان کے دل میں نام و نمود کے لئے نہیں۔ بلکہ اصلی اور حقیقی مسلمانوں کا درد ہے۔"

مندرجہ بالا سطور میں خواجہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں اب بھی تغیر نہ آتا۔ اگر مولوی محمد علی صاحب ان کے راز سربستہ کا افشا نہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کو ایک شرمناک فعل پر اظہار ندامت کرنے کو نہ کہتے۔ لیکن کیا یہ کوئی ایسی بات ہے۔ جس پر خواجہ صاحب کو اس قدر بگڑنا اور اتنا آپے سے باہر ہو جانا چاہیئے تھا۔ اس کا فیصلہ بھی میں خواجہ صاحب پر ہی چھوڑتا ہوں۔ اور حسب ذیل تحریر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو انہوں نے اخبار خطیب کے مذکورہ بالا پرچہ میں علی برادران کے علاوہ ہندوستان کے اور بہت سے سرکردہ لوگوں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے بطور تمہید لکھی تھی:۔

"میں کون؟ مومن۔ تم کون؟ مومن۔ دونوں ایک دوسرے کے آئینہ ہیں۔ مجھ کو اپنی شکل نظر نہیں آتی۔ تم اپنی صورت نہیں دیکھ سکتے۔ ہر ایک آئینہ کا محتاج ہے۔ ہم دونوں کے رسول نے فرمایا:۔ المؤمن مرآۃ المؤمن۔ مومن مومن کا آئینہ ہے۔ تو کیا میں ایک حلبی شیشہ ہوں۔ اور میری پشت پر پارہ لگا ہوا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم بھی آدمی۔ میں بھی آدمی۔ آئینہ پن یہ ہے کہ میں تمہارے عیب تم کو دکھاؤں۔ اور تم میرے نقص مجھ پر ظاہر کرو۔ تمہارے منہ سے میں اپنی برائی سنکر اور میرے منہ سے تم اپنی برائیاں سنکر شکر گذار ہو۔ نہ کہ رنجیدہ و آزردہ۔ آئینے میں چہرے پر دھبے نظر آئیں۔ تو لوگ چہرہ کو صاف کرتے ہیں۔ نادان حبشی کی طرح آئینہ پر خفا نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اس نے کہیں راستہ میں ایک آئینہ پڑا پایا۔ اور جب اس میں اپنی شکل دیکھی۔ تو بہت جھلایا۔ اور بولا۔ تجھ کو کسی نے اسی واسطے یہاں پھینک دیا ہے۔ کہ تجھ میں ایسی بری شکل نظر آتی ہے"۔

اگر خواجہ صاحب نے یہ الفاظ دوسروں کی عیب شماری کو جائز ثابت کرنے کے لئے لکھے تھے۔ اب جبکہ ان کی باری آئی۔ انہوں نے کیوں ان کے خلاف عمل کیا۔

اصل بات یہ ہے کہ مبلغ اسلام بننے کا دعوی کرنا اور عوام فریب شور ڈالکر بیچارے مسلمانوں کی جیبیں خالی کرا لینا بہت آسان بات ہے۔ لیکن اپنے قول و فعل سے اسلام کی تعلیم کا ثبوت دینا بہت مشکل کام ہے۔ اور یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کریں۔ اور پھر ثابت قدمی سے اس پر قائم رہیں۔ مسلمان بھائیوں کو ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کرنا اور سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے کہ ان کی کوئی بڑی سے بڑی تبلیغی تحریک کامیابی کا منہ نہیں دیکھتی۔ اور تھوڑے عرصہ کی چیخ و پکار کے بعد اس کا تانا بانا بکھر جاتا ہے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس قسم کی تحریک لیکر کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے مد نظر دین کی فتح اور کامیابی نہیں ہوتی۔ بلکہ ذاتی اغراض اور فوائد کا حصول ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نہ صرف خود قعر گمنامی میں روپوش ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے مقدس کام کو بھی بے حد نقصان پہنچاتے ہیں*

شذرات

(نوشتہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر)

جمعیۃ العلماء اور تبلیغ کانفرنس

گذشتہ دسمبر کے آخری ہفتہ عشرہ میں ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں بہ الفاظ اخبار "الجمعیۃ" (۱۷ جنوری) "کوڑیوں کانفرنسیں منعقد ہوئیں"۔ لیکن ان میں سے صرف "تبلیغ کانفرنس" کو اخبار مذکور نے اپنے "نکات و لطائف" کے کالم کے لئے منتخب کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے صدر نے بقول اخبار مذکور قادیانی تبلیغ کو خوب سراہا۔ علماء پر پھبتیاں کیں۔ اور پرانے طریقہ تبلیغ کو ناقابل عمل بتایا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ علماء تبلیغ کے ٹھیکیدار بننا چاہتے ہیں۔ حالانکہ آج کل

تبلیغ کے لئے تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ موزوں ہے۔ جو انگلستان اور امریکہ میں اس وقت بھی تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے۔"

اخبار مذکور نے صدر صاحب تبلیغ کانفرنس کے اس ناقابل معافی جرم پر یہ کہکر اپنے دل کا بخار تو نکال لیا۔ کہ "جناب صدر نے ایک آیت بھی صحیح نہیں پڑھی۔" اور ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دے دیا۔ کہ اگر ان حضرات کو جو تبلیغی کانفرنس کے بانی تھے۔ کوئی صحیح قرآن پڑھنے والا نہ ملتا تھا۔ تو پنڈت رام چندر یا دہرم بھکشو کو ہی صدر بنا دینا چاہیئے تھا کہ وہ قرآن تو صحیح پڑھ دیتے۔" لیکن کیا اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ "علماء" میں سے بھی کوئی ایسا عالم نہیں۔ جو پنڈت رام چندر یا دہرم بھکشو کی طرح صحیح قرآن پڑھ سکے۔ یا یہ کہ وہ علماء جنہیں صحیح قرآن پڑھنے کا دعوےٰ ہے۔ تبلیغ کانفرنس کا صدر بننا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ "الجمعیتہ" نے اپنے کسی عالم کو صدر بنانے کی تحریک نہیں کی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو علماء ہونے کے مدعی ہیں تبلیغ کے سے اہم اور ضروری فرض کو نہ خود ادا کرتے ہیں اور نہ یہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی اور اس کے لئے کچھ کوشش کرے۔ اگر ان علماء کہلانے والوں میں تبلیغ اسلام کی حقیقی خواہش ہوتی اور اپنے دلوں میں اشاعت اسلام کا شوق رکھتے۔ تو تبلیغ کے متعلق جد و جہد کرنے والوں کے متعلق اپنی مسندوں پر بیٹھے تعریضیں نہ کرتے۔ اور اپنی شان مولویت کو ان کی لفظی غلطیوں کی گرفت تک ہی محدود نہ رکھتے۔ بلکہ کچھ کر کے دکھاتے۔ علماء کو اختیار ہے۔ کہ وہ حجروں میں بیٹھے اپنی علمیت کے گھمنڈ پر پھولے نہ سمائیں۔ لیکن یاد رکھیں۔ وہ شخص جس سے قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھتے ہوئے غلطی ہو جاتی ہے۔ مگر وہ اشاعت اسلام کا جوش رکھتا اور اس کے لئے مقدور بھر سعی اور کوشش کرتا ہے۔ ان سے ہزار درجہ بہتر ہے ❊

شدھی کس طرح رک سکتی ہے

شردھانند جی کے واقعہ قتل سے ہندوؤں اور آریوں میں جوش پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ اس جوش کو یہ ہوشیار اور موقع شناس قوم ان مقاصد کی سر انجام دہی کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے جو شردھانند جی کے پیش نظر تھے۔ یعنی مختلف عقائد اور مختلف خیالات رکھنے والے ہندوؤں کا سنگھٹن یعنی اتحاد۔ اور مذہب سے بے بہرہ اور جہالت میں پرورش یافتہ مسلمانوں کی شدھی۔

جہاں تک اصول کا تعلق ہے۔ کسی شخص کو ان مقاصد پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ ہر شخص کے لئے جائز ہے کہ اپنی قوم کو مضبوط اور متحد بنانے کی کوشش کرے۔ اور ہر شخص کا مذہبی فرض ہے۔ کہ جس مذہب کو وہ سچا سمجھتا ہے۔ اس کی اشاعت میں جائز طریق سے منہمک رہے ❊

اگر مسلمانوں میں زندگی اور قوت عمل کا فقدان نہ ہوتا۔ اگر ان کے حمیت اور غیرت کے جذبات مردہ نہ ہو گئے ہوتے۔ یا کم از کم ان میں دوسروں کی جد و جہد کو دیکھ کر اور اپنی تباہی و بربادی کے سامان مہیا پاکر ہوش میں آنے کی اہلیت ہوتی۔ تو وہ آریوں اور ہندوؤں کی اس تازہ سرگرمی اور حد سے بڑھے ہوئے جوش و خروش کو دیکھ کر ہوشیار ہو جاتے۔ اور نہ صرف مسلمان کہلانے والوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی پوری پوری کوشش کرتے۔ بلکہ غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کے فرض کو بھی ادا کرتے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں آریوں کی شدھی کے متعلق تازہ سرگرمی اور جوش سے کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی بلکہ اس کے مقابلہ میں وہ محض بے کار اور بے نتیجہ دھمکیوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "زمیندار" "شدھی میں نئی زندگی کی روح" کے عنوان سے آریوں کی نئی جد و جہد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"اگر سوامی جی کی یادگار قائم کرنے کی کوئی اور صورت اختیار کی جاتی۔ تو مسلمان اسے گوارا کر لیتے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہندو اپنے پورے جوش و خروش سے براہ راست اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور ان کے اس طرز عمل سے کوئی مسلمان خوش نہیں ہو سکتا۔ اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ مسلمان بھی اپنی تبلیغی مساعی میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہو جائینگے۔ اور پھر تصادم کی صورتیں رونما ہونگی۔"

ظاہر ہے۔ کہ تصادم کا خوف دلا کر آریوں کو شدھی کی سرگرمیوں سے روکنا فعل لاحاصل ہے۔ کاش! یہ درست ہوتا کہ مسلمان اپنی تبلیغی مساعی میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہو جائیں گے کہ یہی شدھی کے روکنے کا اصل طریق ہے۔ لیکن اس کی توقع کس سے کی جائے۔ کیا ان لوگوں سے جنہیں تصادم کی دھمکیاں دینے کے سوا اور کچھ نہیں آتا ❊

نئی دہلی میں گرجا کی تعمیر

دہلی کا ایک تار اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ وائسرائے ہند کی درخواست پر نئی دہلی کے گرجا کی تعمیر کے لئے وزیر اعظم سلطنت برطانیہ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند آرچ بشپ آف کنٹربری اور بہت سے دوسرے سرکردہ لوگوں نے چندہ کی اپیل کی ہے جس پر ملک معظم، ملکہ معظمہ، شہزادہ ویلز اور ڈیوک آف کناٹ نے چندے دئے ہیں۔ لارڈ ارون وائسرائے ہند نے اپنے طور پر لندن سے چار ہزار اور ہندوستان سے ساڑھے گیارہ ہزار پونڈ جمع کر لئے ہیں۔ گرجا کی تعمیر کے لئے کل تیس ہزار پونڈ کا اندازہ ہے۔

وہ لوگ جو اہل یورپ کو مذہب سے لاپروا سمجھتے ہیں۔ اس معمولی سی مثال سے معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ سلطنت برطانیہ کی سب سے بڑی ہستی اور اس کے خاندان نے اپنے مذہب کی مقدس عمارت کی تعمیر میں حصہ لینا موجب فخر سمجھا ہے۔ ایک گرجا کی تعمیر کے لئے تیس ہزار پونڈ کی رقم کوئی ایسی رقم نہیں ہے جس کے متعلق خیال کیا جائے کہ شہنشاہ جارج پنجم اور ان کے خاندان کے دیگر ممبروں کے چندہ کے بغیر اس کا فراہم ہونا محال تھا۔ ان کی اس چندہ میں شرکت محض اپنے مذہب سے اخلاص اور عقیدت کا ثبوت ہے۔ جس کی اہمیت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہندوستان میں یہ کوئی پہلا گرجا نہیں۔ اس سے پہلے ہزارہا گرجے موجود ہیں۔

ایک طرف شہنشاہ معظم کے اس فعل پر نظر کرو۔ اور دوسری طرف یہ خیال کرو کہ یورپین ممالک کے بڑے سے بڑے اور عظیم الشان سے عظیم الشان شہروں میں صدیوں کے عرصہ میں کسی مسلمان حکمران کو نہ خود خانہ خدا تعمیر کرنے کا خیال آیا۔ اور نہ اس کے متعلق کسی تحریک میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ آخر خدا تعالیٰ نے یہ سعادت عظمیٰ اس معمولی سی اور غریب جماعت کو بخشی۔ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اس جماعت کے غرباء نے لندن کے سے شہر میں مسجد تعمیر کر کے وہ کام کر دکھایا جو مسلمان بادشاہوں سے آج تک نہ ہوا تھا۔

حضرت قطب مدار کون ہیں؟

شردھانند جی کے قتل کی تحقیقات کے سلسلہ میں ہاپوڑ کے ایک مولوی صاحب جن کا نام صوفی عبد الغفار صاحب ہے کی بھی خانہ تلاشی ہوئی۔ کیونکہ کچھ عرصہ ہوا انہوں نے شردھانند کا انجام اور انکشاف حقیقت قتل لیکھرام کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا۔ صوفی صاحب نے اپنے اس رسالہ کے متعلق جو عجیب و غریب بیان دیا اور جو انہی کے الفاظ میں [illegible] جنوری ۱۹۲۷ء کے اخبار الامان میں شائع ہوا ہے اسمیں کہا:-

"مجھے عرصہ ہوا کہ قتل لیکھرام کے متعلق حضرت سید حسین شاہ صاحب کمبل پوش مرحوم و مغفور بغدادی وارد دہلی سے معلوم ہوا تھا کہ قتل لیکھرام ایک روحانی و غیبی سلسلہ میں ہوا تھا کیونکہ حضرت قطب مدار کو بحکم الٰہی یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو کہ جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے متعلق فحش طرازی کرتا ہو بعد اتمام حجت شرعیہ غائبانہ ہلاک کر دے۔ چونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آریوں کے مقابل رہتے تھے اس حضرت قطب مدار نے ان کے ذریعہ سے اس حجت شرعیہ کو بذریعہ مباہلہ پورا کرایا اور جب لیکھرام اپنی بیہودہ گوئی و فحش طرازی سے باز نہیں آیا تو حضرت قطب مدار نے ایسے حق میں حربہ غیبی و روحانی سے ہلاک کئے جانے کی دعا کی اور وہ مارا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تلاش بسیار اس کا قاتل دستیاب نہیں ہوا۔"

اس بیان میں سب سے زیادہ عجیب اور حیرت افزا جو چیز ہے وہ "حضرت قطب مدار" کی ہستی ہے معلوم نہیں۔ پولیس نے اس کے متعلق کسی تشریح و توضیح کی ضرورت سمجھی یا نہیں لیکن مجھ ایسے ناواقف تو ضرور اس کے مشتاق ہیں۔ صوفی صاحب کو چاہیئے کہ اس ہستی کا پتہ بتانے کی ضرور تکلیف گوارا فرمائیں۔ یہ مطالبہ کرنے کا مجھ اور ہر ایک احمدی کو اس لئے حق حاصل ہے کہ صوفی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پنڈت لیکھرام پر بذریعہ مباہلہ حجت شرعی پورا کرانے اور پھر حربہ غیبی و روحانی سے اسکے ہلاک کئے جانے کی دعا کرنے والا "حضرت قطب مدار" کو قرار دیا ہے ❊

صداقت پسند دنیا کو پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے بارے میں جو کچھ معلوم ہے ۔ اور وہی حق ہے وہ تو یہ ہے ۔ کہ آپ نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی ۔ چنانچہ آپ نے اس کا اعلان کرتے ہوئے صاف طور پر لکھدیا تھا ۔

"میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں ۔ کہ اگر اس شخص (لیکھرام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ ..... (۲۰ر فروری سنہ ۱۸۹۳ء) سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا ۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو ۔ تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ۔ اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے ۔"

آخر پیشگوئی نے پوری شان کے ساتھ پورا ہو کر ثابت کر دیا ۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے تھے ۔ اور آپ نے جو کچھ فرمایا تھا ۔ خدا تعالےٰ سے الہام پاکر بتایا تھا ۔

ہندو مسلم اتحاد خدا کی قدرت پر منحصر ہے

یہ وہ الفاظ ہیں ۔ جو گاندھی جی نے اپنی ایک تازہ تقریر میں جو انہوں نے ۵ر جنوری کو کمیلا میں کی ۔ فرمائے ۔ انہوں نے کہا ۔

"ہندو مسلم اتحاد کی بحالی اب انسانوں کے بس کی بات نہ رہی ۔ بلکہ خدا کی قدرت پر منحصر ہے ۔"

گاندھی جی کو ہر رنگ اور ہر طرح سے ناکامی اور مایوسی کا منہ دیکھنے کے بعد یہ اعتراف کرنا پڑا ہے ۔ لیکن ہم اس وقت سے یہ بات کہہ رہے ہیں ۔ جبکہ ہندو مسلم اتحاد کے ہر طرف راگ گائے جا رہے تھے ۔ اور گاندھی جی اور ان کے حواریوں کے نزدیک ہندو مسلم اتحاد نہایت مضبوط بنیاد پر قائم ہو چکا تھا ۔ حقیقت یہی ہے ۔ کہ ہندو مسلم اتحاد صرف خدا تعالےٰ کی قدرت پر منحصر ہے ۔ اور خدا تعالےٰ اپنی قدرت اپنے پاک اور مقرب بندوں کے ذریعہ ظاہر کیا کرتا ہے ۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں اپنی قدرت کے اظہار کا ذریعہ بنایا ۔ اور آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے "پیغام صلح" کے نام سے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا ۔ اب اگر ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہو سکتا ہے ۔ تو اسی بنیاد پر ۔ جو آپ نے اس رسالہ میں قرار دی ہے ۔ اور جس کی طرف بار بار ہندو مسلم اتحاد کے خواہش مندوں کو متوجہ کیا جا چکا ہے ۔

شردھانند جی کی روش اسلام کے متعلق

شردھانند جی کے واقعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ماتحت قرار دینے پر کہا گیا ہے ۔ کہ وہ تو اسلام کی توہین کرنیوالے نہ تھے پھر ان پر یہ پیشگوئی کسطرح چسپاں ہوتی ہے ۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث (۱۴ر جنوری) میں اس پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہوئے سب سے بڑا اعتراض یہی پیش کیا ہے ۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں ۔

"یہ کشف جب کسی ایسے شخص کے حق میں ہے ۔ جو پنڈت لیکھرام کی طرح توہین کن اور بدزبان ہے ۔ تو سوامی شردھانند پر کسی طرح چسپاں نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے ۔ کہ شردھانند بدزبان اور توہین کن نہ تھا ۔ بلکہ متین اور صاف گو منکر اسلام تھا ۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب جیسے انسان کے قلم سے یہ الفاظ نکلنا کوئی تعجب کی بات نہیں ۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں وہ دن کو رات اور نور کو ظلمت کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں ۔ لیکن جو لوگ شردھانند جی کے حالات زندگی اور اسلام کے خلاف انکی سرگرمیوں سے واقف ہیں ۔ وہ خوب جانتے ہیں ۔ کہ مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے ۔ سراسر غلط ہے ۔

شردھانند جی کی تقریروں اور تحریروں کے ان الفاظ کو جانے دیجئے جو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف ہیں ۔ صرف اسی ایک بات کو دیکھئے تو حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے ۔ کہ ان کی زیر سرکردگی ملکانوں کو اسلام سے متنفر کر کے ارتداد کے گڑھے میں ڈالنے کے لئے جس قسم کا لٹریچر دن رات پھیلایا گیا ۔ اس میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف نہایت ہی درشت کلامی اور بدزبانی سے کام لیا گیا ۔ اور ایسی تقریریں ان میں کی گئیں ۔ جو نہایت ہی توہین کن تھیں ۔ میں نے ان باتوں کو علاقہ ملکانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ۔ اور اب بھی ہر شخص اس علاقہ میں جا کر یہ سب کچھ دیکھ اور سن سکتا اور ملاحظہ کر سکتا ہے ۔ کہ شردھانند جی کی تحریک شدھی کے نتیجہ میں گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں اسلام کی کس قدر توہین کیجاتی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف کس قدر بدزبانی سے کام لیا جا رہا ہے ۔

اگر شدھی کے مرکزی دفتر آگرہ کا وہ لٹریچر دیکھا جائے جو تحریک کے چندے کیلئے اسلام کے خلاف تیار کیا گیا ۔ تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ دیگر چیزوں میں سے ایک کتاب ہے جسکے خلاف گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا ہے ۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس قدر توہین کی گئی ہے ۔ کہ الاماں ۔ اور یہ ہندی میں اسلئے شائع کیگئی ہے ۔ کہ مرتد ملکانوں کو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف بدزبانی سکھانے کیلئے جو کورس تیار کیا گیا ہے ۔ اس میں شامل کی جائے ۔ کیا اس ساری بدزبانی کی ذمہ واری اس شخص پر نہیں پڑتی ۔ جس نے شدھی کی خاطر یہ سب کچھ روا رکھا ۔ اور باوجود بار بار اس کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے آواز اٹھانے کے اسے بند نہ کیا ۔ میں سچ کہتا ہوں ۔ علاقہ ملکانہ میں جسقدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بدزبانی اور اسلام کی توہین شردھانند جی کی تحریک اور ان کے کارندوں نے کی ۔ اور کرائی ۔ اس کا عشر عشیر بھی لیکھرام نے نہیں کی ۔ جسے باور نہ ہو ۔ وہ جا کر دیکھ لے ۔

پس مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس پیشگوئی کے خلاف جو عذر پیش کیا ہے ۔ وہ واقعات کے لحاظ سے بالکل غلط اور نامعقول ہے ۔

شردھانند جی کے متعلق گاندھی جی کی رائے

مولوی ثناء اللہ صاحب اگر ضد اور تعصب سے ایک لمحہ کے لئے اپنے دل کو صاف کر سکیں ۔ تو ان کے سامنے گاندھی جی کی وہ رائے پیش کی جاتی ہے ۔ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ۔ انہوں نے شردھانند جی کے متعلق ظاہر کی تھی ۔ اور جو یہ ہے ۔

"میں جانتا ہوں ۔ کہ ان کی تقریریں عموماً دل آزار اور اشتعال انگیز ہوتی ہیں ۔ ..... وہ جلد باز اور زود رنج ہیں ان کو آریہ سماج کی روایات ورثہ میں ملی ہیں ۔"

ظاہر ہے ۔ کہ شردھانند جی کا میدان عمل مذہب تھا ۔ اور جس وقت گاندھی جی نے ان کے متعلق یہ اعلان کیا ۔ اس وقت وہ کلیۃً مذہبی سرگرمیوں میں مصروف تھے ۔ اور ان کے مدنظر محض مسلمان تھے ۔ اس لئے مذہب کے متعلق ہی ان کی تقریریں مسلمانوں کے لئے دل آزار اور اشتعال انگیز تھیں ۔ اب اگر کوئی تقریر دل آزار اور اشتعال انگیز ہونے کے باوجود توہین کن اور درشت کلامی سے پُر نہیں ہوتی ۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی بات درست ہو سکتی ہے ۔ ورنہ لکھنا پڑیگا ۔ کہ انہوں نے محض پیشگوئی پر اعتراض کرنے کے لئے شردھانند جی کو "متین اور صاف گو" ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے ۔

ایک ضروری رسالہ

حضرت اقدس نے جو چٹھی وائسرائے کی خدمت میں ہندو مسلم فسادات کے دفعیہ کے متعلق ارسال فرمائی تھی ۔ اسکو انگریزی زبان میں رسالہ کی صورت میں شائع کرا دیا جانا تجویز کی گئی ہے جسکی قیمت ۲؎ فی کاپی ہوگی ۔ اسلئے میں جملہ انجمنہائے جماعت احمدیہ میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی خرید اور اشاعت میں جسقدر بھی ممکن ہو سکتا ہے ۔ کوشش کریں ۔ ہندو اور غیر احمدی مسلمانوں میں کثرت سے اشاعت کرنیکی کوشش کریں ۔ جماعت کے اقتدار اور اثر کو بڑھانے کیلئے بہت مفید ہوگا ۔

جناب بواپسی ڈاک مطلع فرما دیں ۔ کہ کس قدر کاپیاں وہ خرید کرینگے ۔ خرید کر یا تو احباب بطور خود حکام میں تقسیم کر دیں ۔ یا احباب قیمت دیدیں ۔ اور تقسیم ہم کر دیں گے ۔ فقط والسلام (محمد صادق ۔ ناظر امور عامہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

طریق مباہلہ اور اسکی شرائط

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مؤرخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء

میں نے جماعت کو متواتر کئی دفعہ اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ مباہلہ ایک ایسا قانون ہے۔ جو عام قوانین کے خلاف جاری ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک کہ مباہلہ صحیح طریق پر نہ ہو۔ اور اپنے تمام شرائط کے ساتھ نہ ہو۔ تب تک اس کا صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ متواتر دفعہ مباہلہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس حقیقت کو مدنظر رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور کئی دفعہ بتایا ہے کہ کس صورت میں اور کس حد تک اور کن شرائط کے ساتھ مباہلہ جائز ہے۔ پھر بھی دوست اس معاملہ میں غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ اور پھر اس غلطی پر ایک اور غلطی یہ کرتے ہیں۔ کہ باوجود غلطی کے یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس غلطی پر پردہ ڈالے۔ اور اس کے خمیازہ بھگتنے سے ان کو بچائے۔ حالانکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ محض ان کی عزت کے لئے ان کی غلطی کے باوجود اپنے قوانین کو توڑ ڈالے۔

مباہلہ تقدیر خاص ہے

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ مباہلہ ایک تقدیر خاص ہے۔ مباہلہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک نیا قانون جاری کرتا ہے۔ جو عام قوانین سے بالکل بالا ہوتا ہے۔

مثلاً انسان کی موت کے لئے اسکا یہ عام قانون ہے۔ کہ اس میں بعض قسم کے زہریلے جراثیم داخل ہو جائیں۔ یا زہریلے مواد جمع ہو جائیں۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر اسکا قانون ہے کہ جس حد تک دنیا میں زندہ رہنے کے لئے اس کے قویٰ رکھے گئے ہیں۔ اس حد تک ان قویٰ کے صرف کر دینے کے بعد انسان مر جاتا ہے۔ یا یہ کہ کسی انسان کی گردن پر تلوار پڑتی ہے۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور کئی ذرائع اس کی موت کے رکھے ہیں۔ لیکن مباہلہ ان عام قوانین میں سے کسی قانون کے ماتحت نہیں۔ نہ تو وہ کوئی زہر ہے۔ جو جسم انسانی کے اندر داخل ہو کر اسے تباہ کر دیتا ہے۔ نہ وہ جسم کے اجزاء میں سے کوئی جزو ہے۔ جس کے خرچ ہو جانے سے انسان پر موت آ جاتی ہے۔ نہ وہ کوئی عام آفات میں سے ہے۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ بلکہ وہ ان چیزوں سے کوئی زائد چیز ہے۔ اور ان قوانین کے علاوہ قانون ہے۔ جو خاص حالات اور خاص شرائط میں جاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ کہ انسان بغیر زہریلی چیزوں یا بیماریوں یا اور آفات کے نہیں مرا کرتا۔ لیکن مباہلہ کی صورت میں وہ اپنے تمام قوانین کو بدل ڈالتا ہے۔ اور غیر معمولی سامان کر دیتا ہے۔ یا معمولی سامانوں میں غیر معمولی تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ یا معمولی سامانوں کو غیر معمولی سامانوں کے ساتھ ملا کر غیر معمولی تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ مگر یہ تمام صورتیں اُسی حالت میں ظاہر فرماتا ہے۔ جب مباہلہ صحیح طریق اور پورے شرائط کی پابندی کے ساتھ ہو۔ اس کے سوا وہ کبھی صحیح نتائج نہیں پیدا کرتا۔

غلط مباہلہ کا نتیجہ لازمی ہے

اور پھر جبکہ ہماری اتنی عزت منظور نہیں۔ جو ایک نبی کی ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک نبی کی بھی وہ عزت منظور نہیں۔ جو حضرت خاتم النبیین صلعم کی عزت ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم کو بھی اپنی بعض اجتہادی غلطیوں کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ حالانکہ وہ کوئی شرعی غلطیاں نہیں تھیں۔ بلکہ اجتہادی غلطیاں تھیں۔ اور ان غلطیوں کے نتیجہ میں بظاہر اسلام کی عزت پر بھی حرف آتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے ان غلطیوں کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ کیونکہ ان کا نتیجہ قانون کے مطابق ہی ظاہر ہونا ضروری تھا۔

نبی کریم صلعم کی اجتہادی غلطی

مثلاً حضرت نبی کریم صلعم اپنی رویا کی بناء پر اپنے اجتہاد سے صحابہ سمیت مکہ تشریف لے گئے۔ اور آپ نے سمجھ لیا تھا۔ کہ ہم اس سال ہی حج کریں گے۔ لیکن جب مکہ کے قریب پہنچے۔ تو ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ کہ اس سال آپ حج نہ کر سکے۔ اور پیشگوئی اس زور سے مشہور ہو چکی ہوئی تھی۔ کہ حضرت عمر رضی جیسا انسان بھی رسول اللہ صلعم کے ملہ سے رُک گئے پر تذبذب میں پڑ گیا۔ اور حضرت ابوبکر رضی سے کہنے لگا۔ کہ یہ پیشگوئی تھی۔ یا کیا تھی۔ حضرت ابوبکر رضی نے انہیں جواب دیا۔ کہ یہ پیشگوئی تو ضرور تھی۔ لیکن یہ اس میں کہاں کہا گیا تھا۔ کہ ضرور اسی سال وہ پوری ہوگی۔ رسول اللہ صلعم کا خیال تھا۔ کہ شاید اسی سال پوری ہو۔ مگر حضرت عمر رضی کو اس سے تسلی نہ ہوئی۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کے پاس پہنچے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ صلعم پیشگوئی کا کیا ہوا۔ تو آپ صلعم نے بھی وہی جواب دیا۔ جو حضرت ابوبکر رضی نے جواب دیا تھا۔ تب حضرت عمر رضی کو تسلی ہوئی۔ اب دیکھو اس اجتہادی غلطی کے نتیجہ میں اسلام کو کتنا بڑا نقصان پہنچا۔ اس غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کے دل ہل گئے۔ اور کفار کو خوشی پہنچی۔ علاوہ اس کے مسلمانوں کو مالی نقصان بھی کافی اٹھانا پڑا۔ کیونکہ آنحضرت کے ساتھ ہزار ڈیڑھ ہزار کا لشکر تھا۔ اگر دس پندرہ روپے بھی فی کس خرچ ہوا ہو۔ تو بھی بیس پچیس ہزار کا نقصان ہوا۔ اور اتنا خرچ کر کے بھی پھر خالی ہاتھ واپس ہوئے۔ اگر غلطی کے نتیجہ میں ضرور خدا کو اسلام کی عزت کے لئے اپنا قانون بدلنا پڑے۔ تو سب سے بڑھکر تو حضرت نبی کریم صلعم کے لئے بدلنا چاہیئے تھا۔ لیکن جب وہاں بھی اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ اور غلطی کے نتیجہ کو ظاہر ہونے دیتا ہے۔ تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ باوجود ہماری غلطی کے ہماری خاطر اپنے قانون کے خلاف کوئی بات ظاہر کرے۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلعم کی وہ اجتہادی غلطی تھی شرعی غلطی بھی نہیں تھی۔ اجتہادی غلطی اور شرعی غلطی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کی حقیقت سمجھنے کی غلطی بہت ہی معمولی ہوتی ہے۔ بلکہ انسانی حالات دیکھتے ہوئے اس کو غلطی بھی نہیں کہہ سکتے۔ اور شرعی حکم میں غلطی بسا اوقات جُرم کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ جب پیشگوئی کے سمجھنے میں معمولی غلطی پر بھی اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ تو شرعی غلطی کے خمیازہ سے کیونکر انسان بچ سکتا ہے۔

یہ جو دعا کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں غلطی ہو گئی ہے۔ دعا کریں۔ کہ اس غلطی کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ یہ دوسری غلطی ہے۔ اس وقت تو یہ چاہیئے۔ کہ اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ اور بجائے اس کے کہ خدا کے قانون کو قربان کرنا چاہے۔ اپنے آپ کو قربان کر دے۔ اور دوسروں کے سامنے کہدے۔ کہ میں یہ غلطی کر بیٹھا ہوں۔ اس کا اثر میری ذات پر پڑ سکتا ہے میرے مذہب پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ میں نے غلط طریق پر مباہلہ کیا ہے۔

باعث تمہید

میری اس تمہید کا یہ باعث ہوا ہے۔ کہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں عیسوالی میں ایک مباہلہ ہوا ہے۔ اس مباہلہ میں ہماری جماعت کے ایک آدمی غلام رسول ہیں۔ اور دوسری طرف محمد شفیع مولوی ہیں۔ اس کے حالات پڑھکر مجھے تعجب ہوا ہے۔ کہ یہ عجیب رنگ کا مباہلہ ہوا ہے۔ مباہلہ میں تو یہ شرط ہے۔ کہ وہ ایسے رنگ میں ہو۔ کہ جس سے ایک جماعت پر اثر پڑے۔ لیکن یہ دونوں شخص ایسے ہیں۔ جن کا اثر جماعت پر نہیں۔

اور مباہلہ کی صورت میں عام قانون تبھی اڑ سکتا ہے۔ جب کوئی خاص ایسا فائدہ پہنچتا ہو۔ کہ جس کے بغیر اسلام کی عظمت قائم نہ ہو۔ اور ایسا فائدہ تبھی پہنچ سکتا ہے۔ جب مباہلہ کرنے والی ایک جماعت ہو۔ جو حق کو قبول کرنے کا معاہدہ کرے۔ مباہلہ کرنے والا ایسا ہو۔ جسکے ساتھ ایسی جماعت ہو۔ کہ جو اس کے خیالات کی پابند ہو۔ اپنے عقائد کو اس کے عقائد کے ساتھ وابستہ کرتی ہو۔ ان دونوں صورتوں میں اسلام کو نمایاں فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یا تو قوم کی قوم پر عذاب

آتا ہے جس کا اثر قوموں کی قوموں پر پڑتا ہے۔ یا اگر ایک قوم کے لیڈر پر عذاب آتا ہے۔ تب بھی ایک قوم کی قوم اس سے متاثر ہوتی ہے۔

شرائط مباہلہ پس مباہلہ یا تو ایک قوم کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یا ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جسکے ماتحت کوئی قوم ہو۔ پہلی صورت میں دوسرے لوگوں پر حجت قائم ہو سکے گی۔ دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیگی۔ اور سعید طبائع اس نشان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکینگے۔ دوسری صورت میں اگر دوسرے لوگوں پر نہیں۔ تو کم از اس شخص کی جماعت پر تو اثر ہوگا۔ اس لئے ان دونوں صورتوں میں سے ہی کوئی ہونی چاہیئے۔ ورنہ مباہلہ فضول ہے۔

شرط دوم دوسری شرط یہ ہے۔ کہ فریق مقابل پر اتمام حجت ہو۔ اور اس مباہلہ میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ دونو شرطیں مفقود ہیں۔ حالانکہ مباہلہ بغیر ان شرائط کے کبھی صحیح نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ مباہلہ میں اتمام حجت بھی ضروری شرط ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بغیر اتمام حجت کے یونہی ایک شخص کو ہلاک کر دے۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ کہ ایک شخص کو بغیر اسکی غلطی ظاہر کئے اسے ہلاک کر دیا جائے۔ اور اس صورت میں یعنی بغیر اتمام حجت اگر کسی شخص کو مباہلہ میں ہلاک کر دیا جائے۔ تو نتیجہ زیادہ خطرناک ہوگا۔ کیونکہ اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اور نتیجہ نہ نکلنے کی صورت میں صرف یہیں شرمندگی ہی ہوگی ہمیں کے بعد ہم کو اپنی غلطی کی اصلاح کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اس لئے بغیر اتمام حجت کے بھی مباہلہ کا صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

شرط سوم تیسری شرط مباہلہ کے لئے یہ ہے۔ کہ میعاد کی تعیین ہو۔ اور کم از کم وہ تعیین ہو۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یعنی ایک سال کی تعیین ہو۔

شرط چہارم چوتھی شرط یہ ہے۔ کہ عذاب کی تعیین نہ ہو۔ بس یہ شرط ہو۔ کہ لعنت ہوگی آگے لعنت کی تعیین نہ کی جائے۔ کہ لعنت فلاں قسم کی اور فلاں صورت میں نازل ہوگی۔ عام لعنت ہوگی۔ خواہ وہ روحانی لعنت ہو۔ یا جسمانی یا اخلاقی یعنی عذاب بصورت لعنت آئیگا۔ آگے یہ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کہ وہ لعنت کس صورت میں ہوگی۔ بذریعہ موت یا ذلت۔ یا کسی اور شدید نقصان کی صورت میں اس کا ظہور ہو سکتا ہے۔

شرط پنجم پانچویں شرط یہ ہے۔ کہ نتیجہ میں فریقین میں مساوات ہو۔ اگر مساوات نہیں۔ تو مباہلہ نہیں رہیگا۔ بلکہ وہ کچھ اور ہی ہو جائیگا۔ اب یہ مباہلہ جو میرے پاس آیا ہے۔ اس میں دونوں طرف ہی ایسے شخص ہیں۔ کہ جن کا اثر دیگر لوگوں پر کوئی نہیں پڑ سکتا۔ ایک طرف ہمارا آدمی ہے۔ اس کا بھی کوئی اثر جماعت پر نہیں ہوگا۔ دوسری طرف ایک مولوی ہے جس کے متعلق لوگ کہہ دیں گے۔ کہ ہمیں اس سے کیا۔ ہم کوئی اس کے مرید ہیں۔ آج سے پہلے جتنے مولوی تباہ ہوئے ہیں۔ لوگ ان سب کے متعلق کہہ دیتے ہیں۔ کہ کیا ہم مولوی کے مرید ہیں۔ جو اس کی ہلاکت ہم پر حجت ہو۔ پھر اتمام حجت کا بھی کوئی ثبوت نہیں اس مباہلہ میں یہ ذکر ہی نہیں۔ کہ کوئی تقریر ہوئی ہے۔ یا مباحثہ ہوا ہے۔ بلکہ اس میں مولوی نے آتے ہی کہا ہے۔ کہ ہم بحث نہیں کرتے کیونکہ نہ ہم نے ماننا ہے۔ نہ تم نے ماننا ہے۔ اب جو شخص یہ کہتا ہے۔ اس کو اتمام حجت کا کیا پتہ ہے۔ پھر نتیجہ کے لحاظ سے بھی کچھ مساوات نہیں رکھی گئی۔ کیونکہ اس میں غیر احمدی کی یہ دعا ہے کہ اے خدا اگر مسیح زندہ نہیں ہے۔ اور مرزا صاحب اپنے الہامات میں سچے ہیں۔ تو مجھ پر عذاب نازل کر۔ اور پھر اقرار یہ ہے۔ کہ اگر مجھ پر عذاب نازل ہو گیا۔ تو مان لونگا۔ کہ مرزا صاحب اپنے دعوئی میں سچے تھے۔ اس کے مقابل احمدی کی دعا یہ ہے کہ اے خدا اگر مسیح زندہ ہے۔ اور نبوت کا دروازہ کھلا نہیں اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعوئی میں سچے نہیں۔ تو مجھ پر عذاب نازل کر۔ اور پھر احمدی کا یہ اقرار ہے۔ کہ اگر مجھ پر عذاب نازل ہو گیا۔ تب بھی مرزا صاحب کو جھوٹے نہ مان لونگا۔ اور اگر کسی پر بھی عذاب نازل نہ ہوا تب بھی مرزا صاحب کو کاذب تسلیم کر لونگا۔ اب قابل غور ہے۔ کہ جب احمدی کے مرنے سے مرزا صاحب کا کذب لازم آتا ہے۔ تو اس کے بچ رہنے کی صورت میں مرزا صاحب کا صدق کیوں ضروری نہیں۔ پس چونکہ اس مباہلہ میں نتیجہ کے لحاظ سے مساوات نہیں۔ اس لئے اس کا صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اور اندریں صورت یہ مباہلہ فیصلہ کن نہیں بن سکتا۔

مباہلہ میں چار شقیں ہیں۔ یا زید پر عذاب آئے گا۔ یا بکر پر آئیگا۔ یا دونوں پر آئے گا۔ یا دونوں پر نہیں آئے گا۔ ان میں سے پہلی شق صحیح ہے۔ یعنی یہ کہ دونوں میں سے ایک پر آئے گا۔ اگر زید پر آیا۔ تو بکر سچا ہوگا۔ اگر بکر پر عذاب آئے۔ تو زید سچا ہوگا۔ تیسری شق کی صورت میں اگر مباہلہ ہو۔ اور عذاب بھی آگیا ہو۔ تو پھر ہم یہ سمجھینگے۔ کہ یہ عذاب تو ہے لیکن یہ عذاب اتفاقی ہے۔ مباہلہ کا نتیجہ نہیں۔ یا اگر دونوں پر عذاب نہ آوے۔ تو یا تو طریق مباہلہ کو غلط قرار دینا پڑیگا۔ گویا مباہلہ ہی صحیح نہیں ہوا۔ یا یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ دونوں امور دین کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ مثلاً دو شخص مباہلہ کریں۔ اور ہر ایک کہے۔ جس طریق پر میں گیہوں بوتا ہوں۔ وہ ٹھیک طریق ہے۔ وہ نہ مجھ پر عذاب نازل ہو۔ اب دونوں پر عذاب نازل نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ بات مباہلہ کرنے کے ہی قابل نہیں۔ اگر دینی امور کے متعلق ہو۔ تو ہم یہ سمجھیں گے۔ کہ مباہلہ صحیح طریق پر نہیں ہوا۔ مثلاً دو شخص مباہلہ کریں اس بات پر کہ ایک شخص کہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہے۔ کہ نبی نہیں آسکتا۔ اب اگر دونوں پر عذاب آجائے۔ اور مباہلہ کو صحیح مانا جائے۔ تو پھر یہ ماننا پڑیگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد نبی آ بھی سکتا ہے۔ اور نہیں بھی آسکتا۔ اور یہ دونوں باتیں متضاد ہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ دونوں باتیں صحیح ہوں۔ بہرحال ایک بات ہی صحیح ہوگی۔ پس ایسی صورتوں میں ماننا پڑے گا۔ کہ مباہلہ غلط طریق پر ہوا ہے۔ اور یہ عذاب اتفاقی ہے۔ ورنہ صرف جھوٹے فریق پر آتا۔ ایسا ہی اس موجودہ مباہلہ کے متعلق بھی ہم یہی کہینگے۔ کہ یہ مباہلہ ہی غلط طریق پر کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ کیونکہ دوسرا نتیجہ بھی تو نکل سکتا ہے۔ کہ فریق ثانی جھوٹا ہے۔ میں دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس قسم کے مباہلے لغو ہیں۔ غلط مباہلہ کر کے صحیح نتیجہ کی امید رکھنا یہ دوسری غلطی ہے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اجتہادی غلطی بغیر نتیجہ کے نہیں رہی۔ تو تمہاری شرعی غلطی کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ دیکھو صحابہ سے جنگ احد میں اجتہادی غلطی ہوئی۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ صحابہ کو میدان سے الگ ہونا پڑا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الگ زخمی ہوئے حتیٰ کہ آپ کی شہادت کی خبر اڑ گئی۔

مباہلہ کرتے وقت ہمیشہ احتیاط رکھو۔ اور ان شرائط کے ساتھ مباہلہ کرو جو میں نے بیان کی ہیں۔ ایسے اہم معاملہ میں کہ جس میں عام قانون کو توڑا جاتا ہے۔ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے قانونوں کو سمجھنے اور ان پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

مشاہداتِ عرفانی
یا
لنڈنی چٹھی
(نمبر ۱۲)

جوانی کی خرید و فروخت

یورپ تجارتی ملک ہے۔ روپیہ پیدا کرنے کے لئے وہ ہر کام کر سکتا ہے۔ ایک زمانہ گذرتا ہے۔ میں نے پڑھا تھا۔ کہ بعض عورتوں نے روپیہ حاصل کرنے کے لئے اپنے لمبے لمبے بالوں کو فروخت کر دیا۔ بالوں کے متعلق تو حالات اب اس قدر تبدیل ہو چکے ہیں۔ کہ عورتیں بال کٹواتی ہیں۔ اور ساتھ ہی معقول معاوضہ بطور اجرت کے ادا کرتی ہیں۔ اور بال کاٹنے والے مرد اور عورتیں بہت نفع میں ہیں۔ ان کی آمدنیاں ہزاروں پونڈ سالانہ تک پہنچ رہی ہیں۔

مگر اب ایک نئی تجارت شروع ہونے والی ہے۔ اور وہ جوانی کی خرید و فروخت ہے۔ یہ تجارت مردوں میں مروج ہونیوالی ہے۔ جوانی کی امنگوں اور خواہشوں کو قائم رکھنے کے لئے ہزاروں قسم کی ادویات اور آلات ایجاد ہو چکے اور ماہرین خصوصی اپنی تمام قوت فکریہ اسی میں صرف کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ بندروں سے متاع جوانی حاصل کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ اور ہندوستان اور افریقہ سے بندر آنے شروع ہوئے۔ اس پر کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن اب یہ تجویز ہو رہی ہے۔ کہ کیوں غریب آدمی اپنی جوانی کو دولت مند بڈھوں کے ہاتھ فروخت نہ کر دیں۔

متاع جوانی کی خرید و فروخت کا بازار حقیقت میں ایک دلچسپ مظاہرہ انسانی جذبات کے مدوجزر کا ہو گا۔ سب سے پہلا تجربہ اس کا فلارنس (اٹلی) کے ایک ڈاکٹر نے (جو موسولینی کا گہرا دوست ہے) کیا ہے۔ اس نے ایک غریب دہقان نوجوان کی جوانی ایک بڈھے دولت مند کو طبی عمل کے ذریعہ منتقل کر دی۔ اس طرح پر کہ مفلس نوجوان کا ایک حصہ خرید کر بڈھے دولت مند کے جسم میں منتقل کر دیا۔ اور مفلس دہقان نوجوان کے لئے ایک کافی سمجھ لیا گیا ⁂

اسی طرح فرانس میں بھی اس قسم کے تجربات ہوئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اس متاع کی خرید و فروخت تجارتی منڈیوں میں شاید کوئی نیا انقلاب پیدا کرے۔ قانونی حصوں میں بھی اس کے متعلق غور ہو رہا ہے۔ کہ کیا کسی نئے قانون کی ضرورت ہو گی؟ اس لئے کہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ فرض کرو۔ وہ شخص جس کے جسم کا ایک حصہ بذریعہ سرجری کاٹا گیا ہے۔ اگر اس عمل میں فوت ہو جائے۔ تو اس کی قانونی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی۔ اور کس حد تک ہوگی۔ یا وہ کسی متعدی بیماری میں مبتلا تھا۔ اور اس عمل سے وہ بیماری دوسرے شخص میں منتقل ہو جائے۔ تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ یہ سوال ایک ڈاکٹر نے ہی اٹھایا ہے۔ ایک اور ڈاکٹر نے بندروں کی نسل کشی کے لئے ایک فارم تیار کیا ہے اور ابھی ابھی میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ اسی سلسلہ میں ایک ڈاکٹر نے ایک اور ایجاد کی ہے جس سے کسی قسم کے اوپریشن اور خرید و فروخت کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ پچکاری کے ذریعہ خون میں وہ اجزا پیدا کر دیئے جائیں گے۔ جو جوانی کی کفالت اور ضمانت کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ۷۰ سال کے ایک بڈھے کو جوان بنا دیا ہے یہی نہیں۔ کہ اس کی جوانی کی قوتیں اور امنگیں واپس آ گئی ہیں بلکہ اس کے رنگ و روپ اور چہرہ کے خط و خال میں وہی کیفیت اور صورت پیدا ہو گئی ہے۔ جو جوانی میں تھی۔ یہ ایجاد غالباً ہندوستان کے بوالہوسوں کے لئے تریاق ہو گی۔ اور ہندوستان کی اشتہاری ادویات پر اس سے پانی بھر جائے گا۔ جہاں یہ ایجاد اگر اس میں پوری کامیابی ہو گئی۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ ہو گئی ہے۔ ان لوگوں کے لئے مفید ہو گی۔ جو بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کرنے کے محض نفسانی خواہشات کی بنا پر آرزو مند ہیں۔ وہاں خدمت دین کے لئے جوش رکھنے والوں کو بھی بہت مفید ہو گی۔ کہ وہ جوانی کی امنگوں کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور اس سے اگر درازی عمر پر بھی اثر پڑا۔ تو اس رنگ میں بھی مفید ہو سکے گی۔ پھر کبھی اگر موقع ہوا۔ تو میں اس پر مفصل لکھوں گا ⁂

مامورین من اللہ اور دوسروں میں فرق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ اصلاح عالم کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ انہیں وہ قوت اور طاقت اور ایقان عطا کیا جاتا ہے، جس کے مقابلہ میں تمام مادی قوتیں ہیچ ہوتی ہیں۔ وہ جس مقصد کو لیکر کھڑے ہوتے ہیں۔ آخر دم تک اس پر باوجود دنیا کی مخالفت کے قائم رہتے ہیں۔ طاقتور سے طاقتور بادشاہ بھی ان کو اس ارادہ سے نہیں پھیر سکتا۔ کیونکہ انہیں خدا تعالیٰ کی نصرت اور اپنے غلبہ پر کامل یقین ہوتا ہے۔ مگر جو لوگ دنیا پرست ہوتے ہیں۔ اور دنیاوی جاہ و جلال کے خواہاں۔ جب وہ حالات زمانہ کو اپنے خلاف پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ اب لوگ ان کی باتوں کو قبول نہیں کرینگے۔ بلکہ مخالفت پر آمادہ ہونگے۔ تو وہ اپنے مقرر کردہ نصاب کو چھوڑ کر کنج تنہائی میں جا بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں ان دو قسم کے شخصوں کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مبارک اور مسٹر گاندھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود مامورین اللہ تھے اور مسٹر گاندھی نے بھی اپنے آپ کو لوگوں کے لئے بطور رہبر کے پیش کیا۔ اور ان کی نمائندگی کرنی چاہی۔ اور بعض جاہلوں نے ان کو نبوت وغیرہ تک کا بھی مرتبہ دے دیا۔ مگر جو بات وہ لوگوں کو حاصل کرانا چاہتے تھے آج اس سے مایوس ہو کر خود ہی گوشہ تنہائی اختیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"موجودہ حالات میں جو جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان میں اپنی ناقابلیت کا احساس رکھتا ہوں۔ اگر مجھے کامیابی کی تھوڑی سی امید ہوتی۔ تو میں اب تک پالیٹکس میں آ چکا ہوتا مگر میں کوئی امید نہیں رکھتا۔ اس لئے خاموشی سے پڑا تھنا کر رہا ہوں" (منقول از الفضل ۳۰ نومبر ۲۶ء)

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اوائل دعویٰ میں جبکہ تمام اہل ہند و پنجاب آپ کے خون کے پیاسے ہیں۔ اور ہر رنگ میں تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں۔ بہ بانگ دہل فرماتے ہیں:۔

"اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے۔ کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے۔ اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں۔ تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں۔ اور کچلا جاؤں۔ اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھکو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں۔ اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو! اور اندھو۔ مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا! جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا۔ اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا۔ کبھی نہیں چھوڑیگا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی ضائع نہیں کریگا۔ دشمن ذلیل ہونگے۔ اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے۔ کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے

فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا ہو نہیں کروڑ ابتلا ہوں۔ ابتلاء کے میدان میں اور دکھوں کے جنگلوں میں مجھے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے"

کیا ان دونوں عبارتوں میں زمین و آسمان کا فرق نہیں ہے۔ یہ ہے مامور من اللہ اور ان کے غیروں میں امتیاز۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا ہی ایمان اور استقلال عطا فرمائے۔ آمین

خادم:۔ جلال الدین شمس احمدی از دمشق

علماء ھم شر من تحت ادیم السماء کی ایک تازہ مثال

آج کل کے نام نہاد فرقہ علماء کے کارنامے دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ ایک وقت تھا۔ جبکہ انہوں نے بعض سادہ لوح مسلمانوں کو ہجرت کرا کے در بدر کیا۔ مگر خود اس میں حصہ نہ لیا۔ بعد ازاں ترک موالات کا جواز قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا۔ اور پھر حالانکہ جزیرۃ العرب کے حالات بعینہٖ ویسے ہی رہے۔ وہی فتویٰ رد کر دیا۔ گاندھی جی کو امام زمان وغیرہ خطابات سے یاد کیا گیا۔ جو احکامات مسٹر گاندھی نافذ کرتے۔ ان کو قرآن کریم اور احادیث سے ثابت کرنا حضرات علماء کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہوتا۔ ایک بہت بڑے سربرآوردہ "مولانا" نے حیدرآباد۔ سندھ کے اسٹیشن پر ایک دفعہ ایک بڑے مجمع میں بیان کیا۔ کہ گاندھی جی کی مثال زمانہ سلف کے اخیار سے ہی دیجا سکتی ہے۔ اور کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جس کی کورانہ تقلید کی جائے تو وہ صرف گاندھی ہی ہے۔

ایک تازہ واقعہ حیدرآباد سندھ کے ایک "مولانا" کے متعلق جو ہندوستان کے فارغ التحصیل عالم۔ جمعیۃ العلماء و خلافت کمیٹی کے درخشندہ رکن ہیں۔ موصول ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولانا موصوف نے ہندو سبھا کی ایک میٹنگ میں جو مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۷ء حیدرآباد سندھ میں منعقد ہوئی۔ مبلغ پانچ روپے شدھی فنڈ میں بطور امداد دئے۔ اور اس طرح تحریک شدھی میں جو حلقہ بگوشانِ اسلام کو مرتد کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام کی شانِ اطہر میں گندے اور ناپاک کلمات استعمال کرنیوالا بنانے اور ان کو راہ راست سے ہٹا کر ضلالت میں لے جانے کے لئے قائم شدہ ہے۔ عملی طور پر معاون و مدد ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا اسپر بھی مسلمانانِ ہند فرقہ علماء کی تقلید میں اپنا ایمان ضائع کرنا پسند کرینگے؟ اسپر طرّہ یہ ہے۔ کہ کراچی کے خلافت آرگن "الوحید" نے جو سندھ پراونشل خلافت کمیٹی کے صدر کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ مولانا کے اس فعل کو اس کی "عظیم الشان فراخدلی" کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

کاش! مسلمان ان مثالوں سے فائدہ حاصل کریں اور تدبر سے کام لیں۔ وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ ان کے علماء کی روش مندرجہ ذیل شعر کی مصداق ہے ؎

"ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کایں رہ کہ تو میروی بترکستان است"

خاکسار۔ نیاز محمد از کراچی

ہندوؤں میں قریبی ناطے

آریہ سماجی دوست جو کہ اپنے دہرم گرنتھوں اور پراچین سبھیا سے ناواقف ہیں۔ عوام الناس میں حقارت پیدا کرنے کے لئے یہ اعتراض عموماً پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے قریبی رشتہ داروں کی شادی کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اس طرح اسلام جیسے پوتر دہرم کو اپنے ناپاک اعتراضوں کی گندگی سے آلودہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر یہی لوگ ٹھنڈے دل سے اپنے پوروجوں کے زمانہ کو دیکھیں۔ جو کہ بقول ان کے سبھیا کا زمانہ تھا۔ تو انیک ایسے اداہرن ملیں گے۔ جن سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ پراچین سمے میں ویدک دہرم کے اندر قریبی رشتہ داروں سے وواہ کرنا انوچت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ یوگیراج کرشن چندر نے اپنی پھوپھی زاد بہن نرونداشرت کرتی سے وواہ کر کے یہ بتا دیا۔ کہ پھوپھی آدی رشتہ داروں کی سنتان سے وواہ کرنا سبھیا کے انوکول ہے۔ نہ کہ اس کے ورودھ پھر آپ نے یہی نہیں بلکہ اپنی ہمشیرہ سبھدرا کا وواہ باوجود سخت مخالفت کے ارجن سے جو کہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی تھا کر دیا۔ (مہابھارت اردو انوواد) پھر مہاتما بدھ نے بھی اپنے ماموں کی لڑکی کے ساتھ وواہ کیا تھا (تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے)

اتیادی انیک اداہرن پائے جاتے ہیں۔ جن سے یہ بات بھی پرکار سپشٹ ہوتی ہے۔ کہ پراچین سمے میں ویدک دہرم کے اندر اس طرح کے وواہ کرنا انوچت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ پس ہمارے آریہ سماجی دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اسلام پر ایسے اعتراض کرنے سے اجتناب کریں۔ جو کہ خود ان کے دہرم گرنتھوں یا پوروج رشیوں پر پڑتے ہوں۔ آشا ہے کہ ہمارے سماجی بھائی ان کو ٹھنڈے دل سے پڑھکر اسپر وچار کرینگے۔

آپ لوگوں کا شبھ چنتک۔ نیہتہ محمد عمر شرما۔ ودیارتھی احمدیہ کالج قادیان

معاونین جرائد سلسلہ

(۱) جناب علی بہادر خان صاحب آسٹریلیا سے تیس روپے چار آنے انگریزی ریویو و سن رائز کے لئے بھجواتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۲) جناب شریف احمد صاحب اوورسیر مادھوپور گنج۔ دس روپے بھجواتے ہیں۔ کہ مستحق طلباء (غیر احمدی) کے نام سن رائز جاری کیا جائے۔

(۳) جناب سید فخر الاسلام صاحب اوورسیر چکوال جہلم) ایک ایک خریدار ریویو انگریزی و سن رائز و مصباح۔

(۴) جناب محمد شریف صاحب اکال گڈھ۔ ۲ خریدار سن رائز۔

(۵) جناب خلیل الرحمن صاحب سب ڈپٹی مجسٹریٹ جلپائیگری۔ بنگال۔ چار خریدار۔

(۶) جناب محمد کریم صاحب علوی۔ وارنگل۔ دکن۔ ۳ خریدار سن رائز

(۷) جناب اے ایل۔ قریشی صاحب بھرکنڈا۔ ہزاری باغ۔ انگریزی ریویو تین خریدار۔ سن رائز تین خریدار۔

(۸) جناب محمد اسمٰعیل صاحب جماعت احمدیہ فیروزپور۔ کی طرف سے ۸ خریدار سن رائز و ۷ خریدار مصباح۔

(۹) جناب غلام قادر صاحب پٹھان کوٹ۔ ۲ خریدار سن رائز

(۱۰) جناب محمد شمس الدین صاحب موٹر ڈرائیور قادیان۔ ۲ خریدار "

(۱۱) جناب احسان الحق صاحب ناظر سول کورٹ نوگھیرہ ۱ خریدار "

(۱۲) جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب۔ راولپنڈی پانچ خریدار سن رائز۔

(۱۳) جناب قاضی محمد منیر صاحب جماعت احمدیہ امرتسر۔ ۸ خریدار سن رائز۔

(۱۴) بابو نیاز احمد صاحب کراچی۔ ۲ خریدار مصباح

(۱۵) جناب چوہدری غلام محمد صاحب امرتسر ایک " "

(۱۶) جناب محمد حنیف صاحب ضلعدار نہر پاہڑ بانو آ ایک خریدار "

(۱۷) جناب محمد عثمان صاحب۔ ڈیرہ غازیخان۔ " " "

(۱۸) قریشی کریم بخش صاحب احمدی۔ نوشہرہ ی۔ لاہور۔ ایک خریدار الفضل

(۱۹) بابو خدا بخش صاحب کلرک سول ملٹری گزٹ لاہور۔ " "

(۲۰) بابو عبد الغفور صاحب احمدی انسپکٹر محکمہ نمک سانبھر جہلم " "

(۲۱) حوالدار بشیر احمد خان صاحب چک ۱۱ ضلع راولپنڈی۔ " "

خدا تعالے ان سب دوستوں کو جزائے خیر اور بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق بخشے۔ جن دوستوں نے اپنا فرض تا حال ادا نہیں کیا۔ وہ بھی توجہ فرماویں۔ سن رائز کے خریدار جب تک کم از کم پانچ ہزار نہیں ہونگے۔ اطمینان سے یہ اخبار چل نہیں سکیگا۔ اسی طرح مصباح کو جاری رکھنے کے لئے بھی کم از کم ۵۰۰ خریدار ہونے چاہیئیں۔ ابھی تک مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہوئی۔

ناظر طبع و اشاعت قادیان

وفات مسیح اور ایڈیٹر حمایت اسلام

اگر دنیا کسے پاءندہ بودے ـــ ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے
"حمایت اسلام" لکھتا ہے۔ کہ "جارود بن معالی بحرین کے ایک مقتدر رئیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور احکام اسلام خوب سیکھکر واپس ہوئے۔ اور اپنے قبیلہ عبدالقیس کو تعلیم احکام اسلام دینے میں مشغول ہوئے۔ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حادثہ درپیش آگیا۔ منذر بن ساوی بھی بیمار تھے۔ ان کا انتقال بھی کچھ ہی دنوں بعد ہو گیا۔ اور اہل بحرین میں مرتد ہونے کی کمی ہوا جو قبائل عرب میں چل رہی تھی۔ اثر کر گئی۔ بحرین کے دو زیر دست قبیلوں میں سے بنی بکر تو مرتد ہو گئے۔ اور انہوں نے نعمان بن المنذر کی قدیم سلطنت کو دوبارہ قائم کر کے منذر بن النعمان کا جس کا لقب غرور تھا۔ بادشاہ بنانا چاہا۔ قبیلہ عبدالقیس تردد میں تھے۔ ان کو یہ خیال تھا۔ کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتے۔ تو ان کی وفات نہ ہوتی۔ جارود بن معلی نے ان لوگوں کو جمع کر کے پوچھا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے بھی اللہ تعالےٰ نے انبیاء بھیجے تھے؟ سب نے کہا۔ بھیجے تھے۔ جارود نے کہا۔ پھر وہ کہاں گئے؟ سب نے کہا۔ وفات پا گئے۔ جارود نے کہا۔ بس تو آپ کی بھی وفات ہو گئی۔ جس طرح اور انبیاء کی ہوئی تھی۔ و انا اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔ جارود کی اس تقریر کے بعد قبیلہ عبدالقیس تو اسلام پر پختگی سے قائم رہے۔" (ملاحظہ ہو۔ اخبار "حمایت اسلام" کا عید میلاد نمبر مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۷)

اسی قسم کا ایک اور واقعہ احادیث میں یوں آیا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات وقوع میں آئی۔ تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور بڑے بڑے اصحابہ متردد کی حالت میں تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ جس کسی نے یہ کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ تو میں اس کا سر اتار دوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی تشریف لے آئے۔ اور ممبر پر کھڑے ہوتے ہی یہ آیات شریفہ پڑھی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم یعنی اور نہیں محمدؐ مگر ایک رسول یقیناً فوت ہو گئے۔ پہلے اس سے تمام رسول۔ پھر کیا اگر وہ مر جائے یا مارا جائے۔ تو کیا پھر جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں پر۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے سب سے پہلے مسیح ہی آتے ہیں۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ محمدؐ کی جو پوجا کرتا تھا۔ وہ سُن لے۔ کہ وُہ تو فوت ہو گئے۔ اور جو خدا کی پُوجا کرتا تھا۔ وہ بھی سُن لے۔ کہ خدا زندہ ہے۔ ان دونوں واقعات صحیحہ کے ہوتے ہوئے۔ ہر وہ انسان جس کے دماغ میں ذرہ بھر بھی عقل ہو گی۔ وہ کبھی بھی مسیح کی حیات کا ذکر نہیں کر یگا۔

اب میں غیر احمدی حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ اب بھی مسیح کو جو کہ آسمان پر زندہ ہی مانو گے؟ (آنحضرتؐ کے بعد ان اجماع ہوتے ہوئے) اس وقت خاص کر میرا روئے سخن ایڈیٹر "حمایت اسلام" لاہور کی طرف ہی لیکن مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں ایڈیٹر صاحب جواب میں اپنا یہ شعر پڑھکر خاموش ہی نہ ہو جائیں۔

؎ فرصت ہی نہیں ملتی۔ فرصت ہی کا دھندا ہے

خاکسار حافظ محمد عبد اللہ۔ احمدی۔ موچی گیٹ لاہور۔

ایک ایثار مجسم خاتون کا انتقال

آہ! وہ خاتون محترم جو اپنی دنیوی زندگی کے آرام و آسایش کا بیش قیمت سرمایہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مارشیس کی سرزمین میں لُٹا چکی تھیں۔ ۱۷ جنوری ۱۹۲۷ء کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہید ملت مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ کی روح اسی دن سے شاہد حقیقی سے ملنے کے لئے بیقرار تھی۔ جس دن کہ انکے مجاہد خاوند نے دین حنفیت کی خدمت کے دوران میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی تھی۔ اور اس لمحہ جو تڑپ ان کے قلب مضطر میں پیدا ہوئی۔ اس میں تا دم مرگ ایک منٹ کے لئے بھی سکون نہ پیدا ہوا۔ آخر خدا تعالےٰ کی مشیت نے جلوہ دکھایا۔ اور ایک بیقرار روح کو اپنے جوار رحمت میں لیکر دائمی چین عطا فرما دیا۔

خاتون مرحومہ نے اپنے مرحوم خاوند کی غریب الوطنی میں وفات پر صبر اور استقامت کا جو نمونہ دکھایا۔ اور جس شان سے اپنے رفیق زندگی کو آخری الوداع کہی تھی۔ وہ ہماری جماعت کی ان خواتین کے لئے بہترین نمونہ تھا۔ جنہیں انہی حالات میں سے کبھی گذرنا پڑے۔ مگر اس صدمہ جان گسل کے بعد شاید ہی کوئی دن ایسا آیا جب مرحومہ کی روح نے جسم سے علیحدگی کی کشمکش نہ کی ہو۔ کوئی نہ کوئی جسمانی عارضہ لاحق رہتا۔ اور دن بدن ضعف اور نقاہت میں اضافہ ہوتا گیا۔ مگر باوجود اس کے اس ارض حرم سے جہاں خدا تعالےٰ کا مسیح نازل ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے اخلاص اور محبت کی یہ حالت تھی۔ کہ اپنے والدین اور اپنے دوسرے قریبی رشتہ داروں کے پاس رہنے پر قادیان کی رہائش کو ترجیح دی۔ اور زندگی کا آخری لمحہ تک یہاں ہی گذار دیا۔ حالانکہ ہر وقت بیمار رہنے کی وجہ سے اور دو چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہونے کے باعث اپنے کنبہ میں رہنے کی ضرورت تھی۔ تا وہ خبر گیری کر سکتا۔

مرحومہ نے دوران علالت میں ایک آدھ دفعہ مجھے اپنی صحت کے متعلق دعا کیلئے لکھا۔ لیکن اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ دنیا کی زندگی سے ان کا دل بالکل سرد ہو چکا ہے۔ یہی تحریر ہوتا کہ مجھے دنیا میں رہنے کی خواہش نہیں۔ ہاں یہ تمنا ہے۔ اگر یہ خدا کی منشاء کے مطابق ہو۔ کہ چھوٹے بچے جو شہید کی یادگار ہیں۔ ان کی تربیت اور پرورش اپنے ہاتھوں کروں۔ اور انہیں اسی طرح دین کی خدمت میں منہمک دیکھوں۔ جسطرح ان کے والد کو دیکھ چکی ہوں۔

یہ تمنا کسقدر پاکیزہ اور کتنی اعلیٰ ہے۔ اسکے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مرحومہ کی زندگی وفا کرتی۔ تو وہ اپنی اس پاک خواہش کو کئی سال کی محنت اور شفقت کے بعد دیکھ سکتی۔ لیکن اب جبکہ خدا تعالےٰ نے اس دارالابتلا کی پرمحن زندگی کی بجائے جنت الفردوس کی دور از حزن و غم حیات ابدی انہیں عطا کی ہے۔ اس پاک آرزو کا بھی اجر عظیم بخشیگا۔ دُعا ہے۔ اور ساری جماعت اس دُعا میں شریک ہو گی۔ کہ خدا تعالیٰ ایسی ماں اور ایسے باپ کی اولاد کی پرورش اپنی رحمت اور فضل کے سایہ میں کرے۔ اور خدمات دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔ یہ یتیم جو شفقت پدری سے پہلے ہی محروم ہو چکے تھے۔ اور اب ماں کی محبت بھری گود بھی ان سے چھوٹ چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایات کے خاص طور پر مستحق تو ہو ہی چکے ہیں۔ اور حضور کو جس قدر ان کا خیال ہو سکتا ہے کسی اور کو کیا ہو گا۔ لیکن ہر احمدی بھی ان کو اپنی آنکھوں کا تارا قرار دینا فخر سمجھے گا۔

مرحومہ کے درد آشنا اور غم خوردہ دل کا ایک دفعہ اندازہ لگانے کا مجھے اس وقت موقعہ ملا۔ جب انہوں نے میرے عزیز بھائی کی وفات پر مجھے تعزیت نامہ لکھا۔ اسمیں صبر و شکر دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ایسے دردناک پیرایہ میں تھا۔ کہ میں اپنے غم کے ساتھ ان کے صدمہ پر بھی آنسو بہانے کے لئے مجبور ہو گیا۔

غرض مرحومہ نے اپنے شہید خاوند کی وفات کے بعد جتنے دن گذارے۔ رنج و غم کی تصویر بن کر گذارے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا پر شاکر ہوتے ہوئے ایثار مجسم بن کر گذارے۔ اب جبکہ انکی دنیوی مصائب و تکالیف کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنے محبوب حقیقی کی آغوش میں پہنچ چکی ہیں۔ دعا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے درجات میں ترقی دے۔ اور ہمارے سلسلہ کی خواتین کو ان کے نمونہ سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

غلام نبی ایڈیٹر

(اشتہارات)

غیر معمولی رعایت

ہم خرما و ہم ثواب کا نادر موقعہ

جو احباب حضرت کے تازہ ارشاد کی تعمیل کی سعادت حاصل کرنا چاہیں۔ ان کی خاطر میں نے اپنی طرف سے مزید سہولت بھی کر دی ہے۔ کہ اپنی تمام نئی اور پرانی کتب جو حضرت مسیح موعود حضرت خلیفہ اول رض حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تصانیف پر مشتمل ہیں۔ ان سب کو میں نے مندرجہ ذیل رعایتی سٹوں میں تقسیم کر کے نمبر لگا دیئے ہیں۔ تاکہ احباب بجائے تفصیل کتب لکھنے کے صرف نمبر لکھنے پر ہی اکتفا کریں۔

دس روپیہ کی پانچ روپیہ میں

- کلید قرآن معہ لغات القرآن
- سیرت مسیح موعود۔ ۱۲ر مجلد
- پیغام صلح
- احکام حمائل شریف مترجم
- " " مجلد
- درثمین عربی مترجم اردو
- دینیات احمدیہ
- اسوہ محمدی امام بخاری رح
- درثمین اردو مجلد
- فصل الخطاب

دس روپیہ کی سات روپیہ میں

- خزینۃ العرفان تفسیر القرآن
- حصہ دوم از حضرت مسیح موعود
- " سوم
- " چہارم
- " پنجم
- " ششم
- اسوہ حسنہ مجلد
- خلافت راشدہ
- کلام محمود حصہ اول
- نماز مترجم جدید

سات روپیہ کی چار روپیہ میں

- لیکچر لاہور
- گلزار معرفت
- ملفوظات احمدیہ
- سیرت النبی
- " مجلد
- دلائل ہستی باری تعالیٰ
- ترک موالات
- ابطال الوہیت مسیح
- خطبات محمود
- ولایت کے تین لیکچر
- کلام محمود حصہ دوم
- حقوق مہدی دالی
- چشمہ توحید
- حقیقۃ الامر

دس روپیہ کی چھ روپیہ میں

- مسیح موعود
- آئینہ معراج
- آنحضرت اور آپ کی تعلیم انگریزی
- شہادت لیکھرام
- گوشت خوری
- رد تناسخ

- قطعات دس عدد
- شرائط بیعت
- نوح الہدیٰ۔ تین قسم
- حمائل شریف
- معرّا۔ مجلد
- حیات نور الدین
- " " مجلد
- خطبہ عید الفطر
- تفسیر سورۃ والعصر
- اصلاح خاتون
- فلسفہ نماز
- رپورٹ ۱۸۹۷ء حضرت مسیح موعود کی تقریریں
- مکمل رپورٹ جلسہ مذاہب اعظم
- " مجلد
- تصدیق النبی
- سناتن دھرم
- طریق النجات
- دعاؤں کا مجموعہ
- پارہ اول مترجم
- احمدیہ پاکٹ بک

آٹھ روپیہ کی پانچ روپیہ میں

- نور الدین

- احمدی و غیر احمدی میں فرق
- چشمہ صداقت
- مکتوبات مسیح موعود خاص نمبر
- کلمہ طیبہ پر تقریر
- قرآن شریف بطرز تیسیر القرآن تقطیع خورد۔ مجلد
- زندہ نبی و زندہ مذہب
- در مکنون حضرت کی فارسی نظمیں
- قول الحق
- گلدستہ دہقانی
- آئینہ اسلام
- برگزیدہ رسول
- مباحثہ احمدیان و غیر احمدیان

دس روپیہ کی چھ روپیہ میں

- اسوہ حسنہ
- ریویو براہین احمدیہ
- فصل الخطاب
- کلید قرآن
- حیات نور الدین
- حمائل شریف مترجم
- " مجلد
- دینیات احمدیہ

نوٹ:- جلدوں کی قیمت رعایت میں شامل نہیں۔

ملنے کا پتہ احمدیہ کتاب گھر قادیان (پنجاب)

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۸ر جنوری۔ ایک ہزار بحری سپاہیوں کو چین جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

رنگی ۱۷ر جنوری۔ کابینہ کا جلسہ ڈھائی گھنٹے تک جاری رہا۔ پچاس ہزار غیر ملکی باشندے جو سالہا سال سے شنگھائی میں بروئے معاہدہ حکومت پذیر ہیں۔ وہ اپنی جانوں اور رفاہ کے تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔

چینی فی الحقیقت ایک بڑی خانہ جنگی میں مبتلا ہیں۔ اور اس خانہ جنگی میں مداخلت جمیعتہ الاقوام کی طاقت سے زبردست بار ہے۔ مزید برآں چین میں اس وقت کوئی نمائندہ حکومت موجود نہیں۔ فساد کے ذمہ دار ایک باغی جرنیل کی جماعت کے ناخواندہ ارکان ہیں۔

رنگی ۱۸ر جنوری۔ ایک انگریز نے جو کہ مارکونی کمپنی کا ملازم ہے۔ تار دینے کا ایک ایسا نیا طریقہ منکشف کیا ہے۔ جس سے غلطی واقعہ ہونے کا احتمال کم ہو گیا ہے اور وقت اور لاگت کی بھی بچت ہو گئی ہے۔

لنڈن ۱۷ر جنوری۔ خود ساختہ "امیر کردستان" جس کا اصلی نام جے بالس ہے۔ اور جو فریب دہی کی پاداش میں چھ مہینے کی قید بھگتنے کے بعد ۱۹۲۳ء میں انگلستان سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ نیس کے مقام پر گرفتار ہو گیا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

نئی دہلی ۱۹ر جنوری۔ مسٹر ڈی۔ جی پٹیل کا انتخاب اسمبلی کی صدارت کے لئے بلا مقابلہ عمل میں آگیا۔

لاہور ۱۹ر جنوری۔ مسٹر دیانند سیوریلیف فنڈ کے لئے آریہ سماج وچھووالی لاہور سے دس ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے۔

لاہور ۱۹ر جنوری۔ لارڈ برکن ہیڈ نائب وزیر ہند آج بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے۔ اور ۲۰ر کو وادی پشاور کا ملاحظہ کیا۔

لاہور ۱۹ر جنوری۔ مہاشہ راجپال جسے کل مسٹر فیلبوس مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت سے کتاب "رنگیلا رسول" تصنیف کرنے کے جرم کی پاداش میں دفعہ ۱۵۳ الف قانون تعزیرات ہند کے ماتحت ۱½ سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی تھی۔ آج سشن جج کی عدالت سے ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

لنڈن ۱۹ر جنوری۔ ملک معظم نے مسٹر ٹیمبر (؟) بیڈیشن فنڈ کے لئے ایک چندہ ...

(منشی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)